روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴-۳۹ | پیر ۱۸ شعبان ۱۴۰۹ھ ۔ ۲۷ امان ۱۳۶۸ہش ۲۷ مارچ ۱۹۸۹ء | نمبر ۷۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

لندن سے آمدہ آخری اطلاع کے مطابق سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حضور لندن میں بھرپور خدماتِ دینیہ میں مصروف ہیں۔ احباب دعائیں جاری رکھیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے پیارے اور محبوب آقا کو جلد فتح یاب اور کامیاب واپس لائے۔ اور ہم سب احمدیوں کو حضور کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے رکھے

احمدیت کی دوسری صدی میں حیرت انگیز تائیدی نشانات ظاہر ہوں گے

خدا تعالےٰ کی تقدیر ضرور عظیم فتوحات دکھائے گی

ہماری فتح کا دن وہ ہوگا جب ہم دین کی خاطر قربان ہو جائیں گے

دین کی خاطر قربانیاں دینے والے فتح یاب بزرگوں کے حالات جمع کرنے کی تلقین

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ خطبہ جمعہ
مورخہ ۱۷ امان (مارچ ۱۹۸۹ء) بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

لندن: ۱۷ امان (مارچ ۱۹۸۹ء) سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی پہلی صدی کا آخری جمعہ بیت الفضل لندن میں پڑھایا اور اس موقع پر ایک پُر معارف خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آنے والی صدی کی فتوحات اور جانے والی صدی کی قربانیوں کا بطور خاص ذکر فرمایا اور احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی حضور نے فرمایا:۔

احمدیت کی پہلی صدی کے آخر پر آج یہ وہ جمعہ ہے جسے ہم اس صدی کا جمعۃ الوداع کہہ سکتے ہیں جوں جوں وقت قریب آرہا ہے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی چلی جارہی ہیں اس وقت تمام دنیا کے احمدی بہت تیزی کے ساتھ مختلف رنگ میں اگلی صدی میں داخل ہونے کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں اور مختلف ممالک کے لوگ اپنی اپنی زبانوں میں مختلف نغمے بنا رہے ہیں اور ریکارڈ کرکے بھجوا رہے ہیں۔ تو ایسے نغمات کے دن آنے والے ہیں جن میں ہم خدا کی حمد کے ترانے گائیں گے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجیں گے اور اسی طرح حمد و ثناء اور درود کے راگ الاپتے ہوئے ہم اللہ نے چاہا تو اگلی صدی میں داخل ہوں گے۔

حضور نے فرمایا مجھے یہ دکھائی دے رہا ہے کہ اگلی صدی میں فضا تبدیل ہونے والی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے حیرت انگیز تائیدی نشانات دکھلائے جائیں گے۔ بہت ہی عظیم کام ہم نے کرنے ہیں جن کے لئے اگلی صدی کا دور مقدر ہو چکا ہے اور بہت سی نئی ذمہ داریاں ہم پر ڈالی جانے والی ہیں اور جو مشکلات سامنے ہیں ان کو دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے جیسے عظیم الشان پہاڑ سامنے کھڑے ہیں جن کو سر کرنے کی ہمیں طاقت نہیں اور وہ پہاڑ بڑے "تکبّر" کے ساتھ اپنی چوٹیوں کے سر بلند کئے ہمیں اس طرح حقارت سے دیکھ رہے ہیں اور چیلنج دے رہے ہیں کہ تم کون ہو اور ہوتے کیا ہو کہ ہماری بلندیوں کو فتح کرنے اور سر کرنے کے ارادے باندھ رہے ہو۔ چاروں طرف یہی عالم ہے اور احمدیت کے خلاف لوگوں کو بلند تر کیا جارہا ہے۔ پہلے افراد یہ دعوے کیا کرتے تھے کہ ہم احمدیت کو مٹا دیں گے پھر گروہوں پھر ملک ملک کے گروہوں اور اب حکومتوں نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے کہ جس طرح بھی بن سکے احمدیت کی راہ روک دی جائے اور اس کی ترقی کی تمام راہیں مسدود کر دی جائیں۔

حضور نے فرمایا ایسے حالات میں بعض کمزور دل یہ سوچ سکتے ہیں کہ ہم بڑے بڑے دعوے کرکے اپنے دل بڑھاتے ہیں لیکن دل بڑھانے اور بلند دعوے کرنے سے یہ نتیجہ تو نہیں نکلتا کہ ہم میں عظیم الشان طاقت بھی پیدا ہو جائے۔ ایک پہلو سے ان کی یہ بات درست ہے لیکن جس دنیا میں ہم یہ دعاوی کر رہے ہیں وہ دنیا عام دنیا سے مختلف مذہب کی دنیا ہے جس کے متعلق قرآن کریم نے ایسے قوانین کھول کر رکھے ہیں کہ جب دوسری دنیا کے قوانین ان قوانین سے ٹکراتے ہیں تو ان قوانین کو بالا دستی عطا کی جاتی ہے۔ پس ہمارے بلند بانگ دعاوی دیوانوں کی بڑ نہیں ہیں بلکہ ایسے فرزانوں کی باتیں ہیں جن کے پیچھے خدا کا کلام ہے اور جن کے پیچھے انبیاء کی تاریخ کھڑی انہیں حوصلے دلا رہی ہے کہ آگے بڑھو کہ تمہارے مقدر میں آگے بڑھنا ہے اس لئے خدا پر توکل کرتے ہوئے دعائیں کرتے ہوئے بے خوف آگے سے آگے بڑھتے چلے جاؤ۔

حضور نے فرمایا چودہ سو سال پہلے جب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے دنیا نے یہ دعویٰ سنا کہ مجھے خدا نے تمام دنیا کی فتح کے وعدے دیئے ہیں اور تمام عالم کو میری صداقت کے اقدام کے نیچے بچھا دیا جائے گا تو تعجب، استہزاء اور تمسخر کا سلوک ان کے ساتھ کیا، کیونکہ ان کی نظر میں ایک طرف سلطنت روم کا پہاڑ تھا تو دوسری طرف کسریٰ کی حکومت کا پہاڑ پھر اس کے بعد دنیا کی اور عظیم الشان طاقتیں بھی تھیں تو عربوں نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعویٰ سنا تو ان کی توجہ یقیناً ان تمام طاقتوں کی طرف منتقل ہوئی ہوگی اور انہوں نے سوچا ہوگا کہ یہ کیسے دعوے کر رہا ہے۔ اس منظر کو ایک کلمے میں محفوظ کرتے ہوئے قرآن کریم اس کی تصویر کشی اس طرح فرماتا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ سے وہ بہت سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، تو ان سے کہہ دے کہ ہاں مجھے طاقت نہیں لیکن میرا خدا ان پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دے گا اور انہیں ایک چٹیل بنا دے گا یہ دن ہوگا جب وہ اس دائمی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے لئے تیار ہو چکے ہوں گے اور ان کی اطاعت کے سوا ان کے پاس چارہ نہیں ہوگا اور اس وقت یہ آوازیں جو آج بڑی بڑی باتیں کر رہی ہیں اور پہاڑوں کی بلندیوں کے قصے کہتی ہیں خدا کے خوف سے اس طرح دب جائیں گی کہ تمہیں سوائے سرگوشیوں کے ان لوگوں کی کوئی آواز پھر سنائی نہیں دے گی۔

حضور نے فرمایا خدا نے یہ وعدہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے چودہ سو سال پہلے کیا اور اس کے تھوڑی دیر بعد ہی ہم نے واقعتاً عظیم الشان پہاڑوں کو ریزہ ریزہ ہو کر بکھرتے دیکھا اور اسلام کا پیغام دندناتا ہوا ان کے سینوں پر سے راہیں نکالتا ہوا اگلی دنیا تک بڑھتا رہا تو جو پیشگوئی ایک دفعہ لفظاً لفظاً پورا ہوتے دیکھ لی کیوں تم تعجب کرتے ہو کہ اس پیشگوئی کا دوبارہ ظہور نہیں ہوگا آج بھی یقیناً دنیا کی عظیم الشان سلطنتوں کے عظیم الشان پہاڑ احمدیت کی راہ روکے کھڑے ہیں۔ آج بے شک ہمیں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرب غلاموں جتنی طاقت بھی ان کے مقابل پر حاصل نہیں۔ لیکن آج بھی ہم نہیں ہمارا خدا ان پہاڑوں کو ریزے ریزے کر دے گا۔ اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اگلی صدی میں تم یہ نظارے دیکھو گے کہ عظیم الشان طاقتوں کے پہاڑ ریزہ ریزہ کرکے ہموار میدان کی طرح تمہارے سامنے بچھا دیئے جائیں

باقی ۔ صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۷ امان ۱۳۶۸ ہش ۲۷ مارچ ۱۹۸۹ء

احمدیت کے سو سال

بعض حقائق ایسے ہیں کہ ہزار جتن کرنے کے باوجود انہیں کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ لوگ "میں نہ مانوں" "میں نہ مانوں" کہتے رہیں لیکن وہ اپنی جگہ اٹل قائم رہتے ہیں۔ ایسی ہی ایک حقیقت یہ ہے کہ احمدیت نے اپنی زندگی کے سو سال پورے کر لئے ہیں کوئی شخص اس بات کو جھٹلا نہیں سکتا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ۱۸۸۹ء میں بیعت کا آغاز کیا تھا۔ کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا یا ۱۸۸۹ء کے بعد بیعت لینی شروع کی تھی۔ یہ حقیقت اپنی جگہ پہ اٹل ہے کہ ۱۸۸۹ میں ہی بیعت لینی شروع کی تھی۔ اور اس حقیقت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اب ہم جس سال میں سے گزر رہے ہیں وہ ۱۹۸۹ء ہے۔ گویا کہ آغاز کے دن سے اب تک ایک سو سال پورے ہوئے ہیں۔ بارہا یہ کہا گیا کہ احمدیت کو ختم کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ بات منہ سے نکالنے کے ساتھ ہی پہلے سے بڑھ کر کوششیں شروع کر دی گئیں کہ احمدیت کی ترقی کو روکا جائے۔ نہ یہ رکی نہ یہ رکے گی اور اب تو احمدیت دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں پھیل چکی ہے۔ ایک ملک میں کیا ہوتا ہے اس بات کا دوسرے ملک پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ہم نے یہ باتیں احاطۂ تحریر میں لاتے لاتے سوچا کہ دنیا کا نقشہ تو دیکھیں۔ دیکھا۔ بے حد وسیع و عریض۔ پھر خیال آیا کہ بے شک پنجاب ہی میں پیدا ہوئے اور پنجاب ہی کے رہنے والے ہیں لیکن پنجاب کا نقشہ بھی دیکھیں۔ بھلا دنیا کے نقشے سے اس کی کیا نسبت بنتی ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ پنجاب کے رہنے والے ہیں لیکن یہ کہنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ دنیا کے مقابلہ میں تو اس کی نسبت ہی کوئی نہیں۔ یہ خیال ہمیں کیوں آیا اس لئے کہ پنجاب میں احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر پر پابندی لگا دی گئی جبکہ باقی ساری دنیا میں بڑی دھوم دھام سے یہ جشن منایا گیا تو کیا ہم یہ کہیں گے کہ دنیا میں جشن نہیں منایا گیا یا ہم یہ کہیں کہ منایا گیا ہے ایک قطرے کو چھوڑیئے اور سمندر کی بات کیجیئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں احمدیوں نے اس بات کا شکرانہ ادا کیا کہ احمدیت نے اپنے پہلے سو سال پورے کر لئے ہیں۔ اب ہم دوسری صدی میں داخل ہو گئے ہیں

کل کی بات تو کل دیکھیں گے آج کا حال تو دیکھو
کیسی شان سے گزرے اپنے یہ سو سال تو دیکھو
جو کچھ بھی تھا جیسا بھی تھا اپنے دین پہ وارا
اب بھی شائد کام آ جائے اپنا مال تو دیکھو

ابوالاقبال

○○○

غم کو دبا کر اپنی خوشی کو زندہ کر تابندہ کر
یوں تو کیا ہے تُو نے بہت کچھ، جو نہ ہوا آئندہ کر
سو سالہ تاریخ نے تیرے عزم کے جھنڈے گاڑے ہیں
اس تاریخ کے ہر اک لفظ کو اور بھی اب رخشندہ کر

ہم شانہ بہ شانہ چلتے رہیں ہونٹوں پہ سجا کر ایک دعا
اے ارض و سما کے مالک تو جوئندہ کو یابندہ کر

مل جائے قناعت کی دولت بھر دے مری بوسیدہ جھولی
تسخیرِ الٰہی، حرص و ہوا کا تُو ہر ایک درندہ کر

کیوں اپنے وطن کی گلیوں میں عزت کا بھکاری بن کے رہوں
اے مُلک کے مالک تو انصاف کو پیدا کر پائندہ کر

انساں کو تشخص دینا ہے تو خیر بشر کی باتیں سُن
چودہ سو برس پہلے کی روایت ڈھونڈ کے لا اور زندہ کر

ہونٹوں کو نہ جنبش دے لیکن ہر بات انہیں پہنچاتا رہ
تو ظلم کے اٹھتے ہاتھوں کو خاموشی سے شرمندہ کر

میں تجھ کو نسیم بتاؤں کیا قسمت کا حال سناؤں کیا
سجدوں سے جبیں کجلا کجلا کے اور اسے تابندہ کر

نسیم سیفی

ابتلاء

"درحقیقت ابتلاء بڑی رحمت کا موجب ہوتے ہیں کہ ایک طرف عبودیت مضطر ہو کر اور چاروں طرف سے کٹ کر اسی اکیلے سبب ساز کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور اُدھر سے الوہیّت اپنے فضلوں کے لشکر لیکر اسکی تسلّی کیلئے قدم بڑھاتی ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرا پیغام

مکرم مولانا محمد منوّر صاحب سابق مربّی سلسلہ مشرقی افریقہ

محترم مولانا محمد منور صاحب نے اس مضمون کا عنوان "میرا آخری پیغام" رکھا تھا جسے ہم نے تبدیل کر کے میرا پیغام کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ یہ پیغام مولانا موصوف کا آخری پیغام نہ ہو بلکہ وہ ایسے پیغامات لکھتے رہیں۔ ادارہ

کچھ مہینے پہلے برادرم مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف دل کے عارضہ سے بیمار ہوئے۔ مجھے پتہ چلا تو میں عیادت کے لئے فضل عمر ہسپتال گیا۔ مولانا موصوف میرے ہم جماعت ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان ۱۹۴۲ء میں ہم نے جامعہ احمدیہ قادیان سے اکٹھے پاس کیا تھا۔ جب سے اب تک ہمارے مراسم بے تکلفانہ اور باہم محبت کے رہے ہیں۔ ہسپتال گیا تو وہاں وہ ایک کمرے میں اکیلے لیٹے ہوئے تھے۔ باتوں باتوں میں فرمانے لگے "حضور کے لئے دل بہت اداس ہے" اور پھر آبدیدہ ہو کر خاموش ہو گئے۔

حضور کے لئے اہل ربوہ میں سے بھلا کس کا دل اداس نہ ہو گا۔ میرا بھی دل مچل گیا اور جی چاہا کہ ان سے لپٹ کر روؤں۔ مگر میں تو عیادت کے لئے گیا تھا۔ اور عیادت بھی ایسے مریض کی جو عارضہ "قلب کا شکار ہو۔ میں نے فوراً اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا کہ برادرم! حضور کے لئے تو ہم سب ہی اداس ہیں۔ مگر آپ یہ بھی تو سوچیں کہ کیا حضور صرف اہل ربوہ کے محبوب آقا ہیں۔ حضور کے کندھوں پر تو ساری دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے ہماری یہ خواہش کہ حضور ہمیشہ ربوہ ہی میں رہیں۔ ہمارے دوسرے بھائیوں کی حق تلفی کا موجب بن سکتی ہے۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ آج اگر ہم اداس ہیں تو جن افراد جماعت کے درمیان حضور تشریف فرما ہیں۔ وہ اپنی خوش نصیبی پر بہت ہی نازاں ہوں گے۔

میری باتیں سُن کر جیسے مولانا صاحب کو سکون آ گیا ہو۔ فرمانے لگے کہ بات تو آپ کی درست ہے۔ اور پھر اپنی صحت کے بارہ میں مجھے بتاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو صحت دے دی اور بعد میں جب ان سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ آپ کی اس دن کی باتوں سے مجھے بہت اطمینان ہو گیا تھا۔

یہ تو بات کا ایک رُخ تھا کہ حضور ساری دنیا کے لئے ہیں۔ لیکن اس کا دوسرا رُخ بھی ہے جو اس وقت میرے ذہن میں آ رہا ہے۔ اور جسے میں زیادہ دیر تک پردۂ اخفاء میں نہیں رکھ سکتا۔ وہ یہ ہے کہ میں صرف حضور کا ہوں۔ دنیا کی کوئی چیز مجھے اپنے پیارے آقا سے جُدا نہیں کر سکتی۔ کسی قسم کی جسمانی دوری میرے اور میرے آقا کے درمیان حائل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ حضور کا پاکستان سے باہر رہنا میری ان سے محبت اور عقیدت میں اضافہ کا موجب ہے۔ جیسے بعض شاعر کہتے ہیں کہ ہمارا محبوب جب ہم سے ناراض ہوتا ہے تو ہمیں اس پر اور بھی پیار آتا ہے۔ اسی طرح میرا پیارا آقا مجھ سے دور ہو کر میرے دل کے اور بھی قریب ہو گیا ہے اور ہر وقت میری آنکھوں میں بسا رہتا ہے۔ میرے دل میں چھپا رہتا ہے اور میرے دماغ پر چھایا رہتا ہے۔ مجھے ایسے لگتا ہے کہ دور بیٹھ کر بھی اس کا نشانہ خطا نہیں جاتا۔ بلکہ عین دل کے وسط میں آ کر اترتا ہے۔ اور جب الٰہی تقدیر مجھے حضور سے ملا دیگی تو شکر کے جذبات تمام حدود پھلانگ جائیں گے۔ اور میری زندگی کا سرمایہ مجھے مل جائے گا۔

میری خواہش ہے کہ ہر احمدی کہلانے والے کے دل میں یہی جذبہ موجزن ہو کہ میں حضور کا ہوں۔ ہر حال میں حضور ہی کا رہوں گا۔ اور کسی قیمت پر بھی حضور سے علیحدہ ہونا گوارا نہیں کروں گا۔ خواہ حالات کچھ ہی کیوں نہ ہو جائیں۔ میری زبان پر حرفِ شکایت نہیں آئے گا۔ ہم میں سے ہر شخص حضور کو یقین دلائے اور بار بار اس امر کا اعلان کرے کہ ہماری وابستگی اپنے آقا سے دائمی اور غیر منقطع ہے۔

میں ۱۹۳۹ء میں بہاولپور کالج سے ایف۔ اے کا امتحان پاس کر کے دینی تعلیم کے لئے قادیان گیا تھا۔ اس وقت حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب چھوٹے تھے۔ لیکن جب وہ برجِس پہن کر گھوڑے پر سوار ہوتے تو ایک حسین مجاہد کی طرح نظر آتے۔ اس وقت کا نقشہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میرے دل پر ہمیشہ یہ اثر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے مردِ غازی کا کام لے گا۔ اور اب یہ تاثر حقیقت بن کر سامنے آ گیا ہے۔

اپریل ۱۹۸۲ء میں جب میں مختصر رخصت گزار کر تنزانیا واپس گیا تو قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث کی وفات ہو گئی۔ ظہر کی نماز ادا کر کے ہم باہر آ رہے تھے تو دارالسلام کے احمدی احباب نے پوچھا۔ "اب کیا ہو گا؟" میں نے انہیں بڑے اطمینان سے جواب دیا کہ میں ربوہ میں ایک شخص کو دیکھ کر آیا ہوں۔ کثرتِ گریہ سے اسکی آنکھیں ہمیشہ بوجھل رہتی تھیں۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کا وہ دست راست تھا۔ اس کا نام مرزا طاہر احمد ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اپنے پیارے دین کی خدمت ضرور لے گا۔ اور پھر جب اطلاع ملی کہ حضور ہی کو مظہر رابع کے طور پر چُن لیا گیا ہے تو دوستوں کے ایمان میں بہت اضافہ ہوا اور انہوں نے کہا کہ آپ کا اندازہ درست تھا۔

اس کے بعد میں نے خطبہ جمعہ میں بتایا کہ ہمارے نئے آقا حضرت بانیٔ سلسلہ کے پوتے اور سیدنا محمود کے لختِ جگر ہیں۔ آپ کی مقدس دادی سادات میں سے تھیں۔ اور آپکی والدہ محترمہ بھی سادات میں سے ہیں۔ ان کے نانا حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار صاحب اور ان کے سارے گھرانے کو حضرت بانیٔ سلسلہ نے "بہشتی ٹبر" قرار دیا تھا۔ ان کے ایک ماموں حضرت حافظ سید محمود اللہ شاہ صاحب نیروبی (کینیا) میں طویل عرصہ تک سکول میں پڑھاتے رہے ہیں۔ ان کے علم۔ زہد اور راستبازی کا سکہ سارے طالب علم مانتے تھے۔ اور ان کے چلے جانے کے بعد بھی انہیں محبت و عقیدت سے یاد کرتے تھے۔ میں جب ۱۹۴۸ء میں نیروبی میں تھا تو ان کے مسلم و غیر مسلم شاگرد ان کا تذکرہ بڑے پیار اور احترام سے کرتے تھے۔ اور انگریزی زبان میں ان کی مہارت کا خاص طور پر ذکر کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کے دوسرے بھائی بھی نہایت نیک۔ خدا رسیدہ اور پاکباز لوگ تھے۔

اسطرح حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نجیب الطرفین ہیں۔ سادات کے خون سے انہوں نے دونوں طرف سے کثیر حصہ پایا ہے اور طہارتِ نفس اور تزکیہ قلب میں نورٌ علیٰ نور ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تنزانیا کے سارے احمدی احباب نے بلا استثناء آپ سے وابستگی کی درخواستیں بھجوا دیں۔ اور میں نے بذریعہ تار و خط حضور کو اس کی اطلاع بھجوا دی۔

اوپر ذکر آ چکا ہے کہ میں تعلیم کے لئے ۱۹۳۹ء میں قادیان گیا تھا۔ اور اب ۱۹۸۹ء ہے۔ گذشتہ نصف صدی میں مختلف رنگوں میں پہلے قادیان اور پھر ربوہ کے نظام جماعت سے میرا تعلق رہا ہے۔ اپنے تجربہ کی بناء پر میں یہ امر ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ میں نے نظام سلسلہ کو ہمیشہ ہمدرد اور شفیق پایا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید انجمن احمدیہ کے جن افراد سے بھی مجھے سابقہ پڑا ہے۔ میں نے انہیں تعاون کرنے والا اور خدا ترس پایا ہے۔ اگر افسرانِ بالا سے کسی وقت غلطی ہوئی اور انہیں توجہ دلائی گئی تو انہوں نے اظہار افسوس کیا اور معذرت خواہی کی۔ اس سے میرے دل میں ان کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی۔

۱۹۴۶ء میں مجھے نظارت اصلاح و ارشاد قادیان کے ماتحت کانپور (یو۔پی) میں مربی کے طور پر متعین کیا گیا تھا۔ جنوری سے دسمبر تک میں وہاں رہا۔ پھر ۱۹۴۸ء سے ۱۹۸۳ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تک میں مشرقی افریقہ - مغربی افریقہ اور فلسطین کی متعدد جماعتوں میں رہا - ساری جماعتوں کے احباب بہت ہی محبت کرنے والے۔ تعاون کرنے والے اور مرکز سلسلہ سے گہرا اخلاص رکھنے والے تھے - پاکستانی۔ ہندوستانی۔ افریقی اور عرب سبھی ایک ہی رنگ میں رنگین تھے - ان کے خلوص اور محبت کا میرے دل پر گہرا نقش ہے - اب تک وہ خطوط کے ذریعہ اپنی محبت کا اظہار کرتے رہتے ہیں - اگرچہ میرے لئے ان کو جوابات بھجوانا خاصا مشکل ہے - پھر بھی ان کے لطف و کرم کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ گذشتہ نصف صدی میں حالات کی مجبوریوں کی وجہ سے وہ انگلستان - جرمنی - امریکہ - کینیڈا۔ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ وغیرہ ملکوں میں منتقل ہو گئے ہیں - تاہم ان کی یاد میں کمی نہیں آئی - ان سب کے لئے اور ان کی نیک نسلوں کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے - اور جو اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے ہیں - ان کے درجات کی بلندی کے لئے بھی دعا جاری رہتی ہے - جسمانی لحاظ سے میرا کوئی بہن بھائی نہیں تھا - لیکن اس پاک جماعت کے طفیل مجھے بے حساب پیار کرنے والے بہن بھائی میسر آ گئے ہیں - اور میں اس بندہ نوازی پر اللہ تعالیٰ کا ہر وقت شکر ادا کرتا رہتا ہوں۔ جس نے بڑے عجیب انداز میں میری اس کمی کو پورا کیا ہے!

دعوۃ الی اللہ کے میدان میں میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کی تعلیمات۔ تشریحات اور تاویلات نہایت موزوں اور مناسب ہیں - اس وجہ سے مجھے کبھی ندامت نہیں اٹھانی پڑی - نہ ہی کبھی شکست کا منہ دیکھنا پڑا ہے - اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت سے پیش کردہ عقائد اور ان کے دلائل نہایت ٹھوس اور لاجواب ہیں۔ اپنی جماعت کے نوجوانوں اور بچوں سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان دلائل کو سیکھیں - یاد رکھیں اور گفتگو میں ان سے استفادہ کریں - میں نے بھی حضرت بانیٔ سلسلہ اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کو نہیں دیکھا - لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ ایمان کی مضبوطی اور دلائل کی پختگی کے لحاظ سے ہم پہلے بزرگوں سے کم ہیں - اسی طرح ہماری موجودہ نسل اور آئندہ ساری نسلوں کو دلائل سے مزین اور مسلح ہو کر حق کی اشاعت میں لگ جانا چاہئے - تا دنیا کا کوئی حصہ اس آسمانی نور سے محروم نہ رہ جائے - نہ ہی وقت کے لحاظ سے ہم پر کوئی ایسا دور آئے کہ ہم اپنے فریضہ سے غافل یا اپنے اعمال و عقیدہ میں کمزور پائے جائیں۔

پاکستان سے باہر دعوۃ الی اللہ کا کام کرنے والوں کے لئے مناسب ہے کہ وہ بہت سی زبانوں پر عبور رکھنے والے ہوں - اسطرح وہ کلام الٰہی کو اور دینی حقائق کو بہت سے لوگوں کے سامنے رکھ سکیں گے - میں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اردو - انگریزی۔ عربی - سواحیلی اور لوڈ میں تحریر و تقریر کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پہنچایا ہے۔ اس کے علاوہ ہندی - فارسی اور گجراتی بھی سمجھ سکتا ہوں - سرائیکی میری مادری زبان ہے اور پنجابی بھی بلا تکلف بول سکتا ہوں - مشرقی افریقہ میں عیسائیوں سے بات چیت کرتے ہوئے ان کو چیلنج دیا کرتا تھا کہ میرے سامنے کوئی ایسا پادری لائیں جو کئی زبانیں بول سکتا ہو - کیونکہ انجیل میں لکھا ہے کہ سچے عیسائی نئی نئی زبانیں بولا کریں گے - اگر آج کل کے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے متبع ہیں تو یہ علامت ان میں موجود ہونی چاہئے - اس پہلو کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے -

چند باتیں جن کا میں نے بالعموم خیال رکھا ہے وہ بھی عرض کئے دیتا ہوں - ایک تو دعاؤں پر بہت زور دیا کرتا تھا - دوسرے ہر شخص کا احترام بہ حیثیت ایک انسان ہونے کے ملحوظ رکھا کرتا تھا - تیسرے غض بصر کا بہت اہتمام کرتا تھا - اجنبی عورتوں سے مصافحہ یا تنہائی میں ان سے بات کرنے سے کلی طور پر پرہیز کیا کرتا تھا۔

اس پابندی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میری بہت سی کمزوریوں کے باوجود لوگوں کی نظروں میں مجھے محترم اور معظم بنایا - جماعت کے مالی معاملات میں بھی بڑی احتیاط سے کام لیتا تھا - اس سے مقامی جماعتوں اور مرکز کے نزدیک بھی سرخرو رہا - اگر ہمارے عزیز نوجوان بھی ان باتوں کا خیال رکھیں تو مجھے یقین ہے کہ ان کے بارہ میں کبھی کوئی شکایت مقامی یا مرکزی طور پر پیدا نہیں ہو گی -

میں نے اپنے لئے کچھ نصب العین اپنے دل میں وضع کئے تھے - ان کو بھی ضبطِ تحریر میں لے آتا ہوں - اوّل -
اے بے خبر بخدمتِ فرقاں کمر ببند -
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند -
دوم - جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں -
سوم - آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو -
چہارم - نیکی کو سنوار کر ادا کرو -

مندرجہ بالا ارشادات سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا ہے - اور میں چاہتا ہوں کہ صدی کے اس موڑ پر اپنے بعد میں آنے والوں کو بھی وصیت کر جاؤں کہ وہ بھی ان امور کا خیال رکھیں - اگر وہ میری اس تحریک کے نتیجہ میں کچھ نیک کام کر جائیں تو امید ہے ان کی حسنات میں سے مجھے بھی کچھ حصہ ملتا رہے گا -

اب اہالیانِ ربوہ سے کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں - پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو حضور سے جسمانی بعد کی وجہ سے جدائی کا ایک دائمی احساس لگا رہتا ہے - لیکن کیا آپ نے کبھی سوچا کہ قادیان کے درویش حضرات ہم سے بھی زیادہ لمبے عرصہ سے حضور کی آمد کے لئے چشم براہ ہیں - ہمیں تو پانچ ہی برس ہوئے ہیں - لیکن جو کم و بیش چالیس سال سے مجسم انتظار بنے ہوئے ہیں - ان کے دل کی کیا کیفیت ہو گی!

پھر وہ اسیرانِ راہ مولیٰ جو دن رات دماغی اور ذہنی اذیت بھی اٹھا رہے ہیں - اور دوری و مجبوری کا بھی شکار ہیں - ان کی محرومی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے!

آخر وہ بھی ہمارے ہی بھائی ہیں - اگر وہ ثابت قدمی اور محبت سے ہر قسم کا غم خدا تعالیٰ کی خاطر اٹھا رہے ہیں تو ہم جو ان سے بہر حال بہتر ماحول میں گذر بسر کر رہے ہیں کیوں اس قدر مغموم ہوں کہ ہمارے کاروبار بھی اس غم سے متاثر ہوتے نظر آئیں - جبکہ ہمیں علم ہے کہ ہے غم کے سہنے میں بھی قدرت نے مزا رکھا ہے

دوسری بات یہ ہے کہ ربوہ کی بنیاد خدا تعالیٰ کی خاص مشیت سے رکھی گئی تھی - آپ کو اس بات کا شائد شعور نہ ہو - لیکن یہاں کے مقامی لوگوں کو اس امر کا پورا احساس ہے کہ ربوہ کی بناء یہاں کے لوگوں کے لئے کئی برکات کی حامل ہے - آس پاس کے دیہات کی بڑی بوڑھی عورتیں جب اشیاء یا اجناس فروخت کرنے کے لئے ہمارے گھر میں آتی ہیں تو وہ اپنی زبان میں ان نعمتوں کا ذکر کرتی ہیں - جو انہیں ربوہ کی آبادی سے حاصل ہو رہی ہیں - وہ بتلاتی ہیں کہ یہاں کوئی آبادی نہ تھی - مواصلات کا کوئی انتظام نہ تھا - سکول اور کالج نہیں تھے - ہسپتال اور پرائیویٹ ڈاکٹرز نام کو نہ تھے - نہ منڈی تھی - نہ دکان - نہ نلکا تھا - نہ بجلی - نہ گیس - نہ پولیس - نہ تھانہ - نہ عدالت - نہ ڈاک خانہ عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی - جب سے جماعت احمدیہ کا مرکز یہاں بنا ہے دیہاتی لوگوں کے وارے نیارے ہو گئے ہیں ان کے لیل و نہار ہی بدل گئے ہیں - جماعت احمدیہ کے لوگ ان سے عزت سے پیش آتے ہیں - ان کی مالی امداد کرتے ہیں - سیلاب یا قحط کے وقت ان کے جان و مال کی حفاظت کرتے ہیں - ان کے آنے سے ہماری زمین اور اجناس اور سبزیوں کی قیمت بڑھ گئی ہے۔

یہ ساری باتیں وہ بڑی معصومیت اور سادگی سے اپنی زبان میں بیان کرتی چلی جاتی ہیں - ہماری زبان بھی سرائیکی ہے - اس لئے ہم ان باتوں سے بہت محظوظ ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا بے انداز شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں یہ مرکز بخشا - اس بابرکت وجود کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں جو ربوہ کا بانی تھا - پھر اس پیارے وجود کے احسانات کے سامنے سر جھک جاتا ہے جس نے کالج تعمیر کروایا - مہمان خانے بنوائے - متعدد دوسری جماعتی تعمیرات کروائیں اور ربوہ کو ایک عروس دلہن کی طرح سجانے کا پروگرام ہمارے سامنے رکھا -

اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے ملنے والوں سے ایسا حُسنِ سلوک کریں اور اپنے ماحول میں بسنے والوں سے ایسا خوبصورت معاملہ کریں کہ وہ جماعت کے وجود کو سچ مچ ایک آسمانی نعمت اور الٰہی برکت سمجھیں - ہمارا وجود ان کے لئے دینی - اخلاقی اور معاشی ترقی کا موجب ہو - ہم سے انہیں اخوت - محبت اور مساوات کا سبق ملے اور ہمارے گھروں کی روشنی ان کے گھروں کو بھی منور کر دے -

خدا کرے کہ ہم الٰہی تصرفات کی کنہ اور حقیقت کو سمجھیں اور آسمانی انقلابات پر صبر اور شکر کا اظہار کریں اور خدائی انگلی کے اشاروں کے مطابق چلیں - تاکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی برکات ہماری دوسری صدی میں پہلے سے بھی زیادہ ملکوں کا احاطہ کر لیں اور ساری دنیا امن - بھائی چارہ اور خدا ترسی کا وہ نظارہ دیکھے جس کا اس نے کبھی تصور بھی نہ کیا ہو۔

قرآن شریف میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو انسان کو دھوکا دے - حضرت بانی سلسلہ

کیا آپ اپنے بچوں کو بھی تلقین کرتے ہیں کہ وہ جمعہ کی نماز ادا کیا کریں - نماز کے بعد بڑے وقار کے ساتھ بیت سے باہر نکلیں اور جو کچھ خطبہ میں سنا ہو وہ اُن دوستوں کو بتائیں جنہوں نے نہ سُنا ہو - اس طرح وہ نیکی کرنے اور نیکی پھیلانے کا باعث بنیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرتِ فضلِ عمرؓ کی خادم نوازی

مکرم مولوی عبدالباسط صاحب شاہد

قادیان میں ۲۰ فروری کی مناسبت سے بیت المبارک میں جلسہ ہو رہا تھا۔ علماء سیدنا فضل عمرؓ کے فضائل و مناقب بیان کر رہے تھے۔ علم و معرفت کی باتیں ہو رہی تھیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے از خود پروگرام میں اباجان محترم عبدالرحیم دیانت درویش کا نام بھی درج کر لیا اور اس موقعہ کی مناسبت سے کچھ بیان کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اباجان مجلس میں بیٹھ کر بڑے مؤثر اور دلنشیں انداز میں مفید باتیں بیان کیا کرتے تھے۔ کئی نوجوان درویش صرف اسی غرض سے آپ سے ملتے آتے اور کہتے کہ "بھائی جی کوئی بات سنائیں"۔ (آپ کو زمانہ درویشی میں "بھائی جی" کا پیارا نام ملا تھا ہر بڑا چھوٹا اس نام سے یاد کرتا تھا) لیکن جلسے میں تقریر کرنے سے بہت حجاب تھا تاہم حضرت میاں صاحب کے ارشاد پر حضرت فضل عمرؓ کے پیار و محبت کی داستان شروع کی مگر اس انداز سے کہ کئی دفعہ بات درمیان میں روک کر جذبات پر قابو پانے کی کوشش کی۔ خود بھی روئے اور کئی سننے والوں کو بھی حضرت فضل عمرؓ کی یاد سے رُلایا۔ جو واقعہ اس مجلس میں بیان کیا گیا تھا وہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

دادا جان محترم جنہیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے قدیمی رفقاء میں سے ہونے کی سعادت حاصل تھی۔ جب حضور کی پیش خبری کے مطابق ۹۰ سال کی عمر میں ربوہ میں فوت ہوئے تو اباجان ان کی خواہش کے مطابق ان دنوں قادیان سے ربوہ آئے ہوئے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب امیر مقامی تھے (حضور خود نخلہ (جابہ) تشریف لے گئے ہوئے تھے) ان کی خدمت میں اطلاع کی گئی تو حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ حضور یہاں نہیں ہیں اور ان کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ مگر پچھلے دنوں ایک پرانے بزرگ وفات پاگئے تھے اور حضور بروقت اطلاع نہ ملنے پر ناراض ہوئے تھے لہذا حضور کی خدمت میں یہ اطلاع ضرور پہنچانی چاہیئے گو حضور کا تشریف لا کر جنازہ پڑھانا تو ممکن نظر نہیں آتا۔

ہمارے ایک عزیز لاہور سے اپنی گاڑی پر جنازہ میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہ پیشکش کی کہ اگر آپ چاہیں تو میں رات ہی رات میں آپکو نخلہ پہنچا سکتا ہوں چنانچہ اباجان ان کے ہمراہ کوئی نصف رات کے بعد نخلہ پہنچے۔ منتظمین اس بے وقت آمد پر فوراً متوجہ ہوئے۔ اتفاق سے کیپٹن شیر ولی جو ان دنوں افسر حفاظت تھے اباجان کو خوب جانتے تھے بلکہ ابتدائی زمانۂ درویشی میں مرکز میں کئی خدمات مل کر انجام دے چکے تھے ان سے ملنے ملانے اور آنے کا مقصد بتانے میں اور پھر فوری طور پر تیار کئے گئے ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہونے میں نمازِ فجر کا وقت ہونے ہی والا تھا۔ مناسب سمجھا گیا کہ حضور جب نماز کے لئے تشریف لائیں تو اس وقت ہی یہ خبر حضور کی خدمت میں پیش کی جائے۔ تھوڑی دیر میں حضور تشریف لے آئے اور خود ہی دریافت فرمایا کہ رات بے وقت کون آیا تھا اباجان نے آگے بڑھ کر دست بوسی کرتے ہوئے ساری بات عرض کی۔ سن کر کمال شفقت اور خادم نوازی سے بغیر کسی توقف کے فوراً ہی ارشاد فرمایا کہ میں آج ہی ربوہ آکر جنازہ خود پڑھاؤں گا۔ یہ امر ہماری توقع اور خواہش سے کہیں بڑھ کر تھا۔ اباجان صدمے اور سفر کی کوفت کو بھول کر اسی وقت ربوہ کے لئے روانہ ہونے لگے۔ ابھی موٹر میں سوار نہیں ہوئے تھے کہ کسی ملازم نے اباجان۔ کا نام لیکر پکارنا شروع کر دیا اور پھر پاس جانے پر حضور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے ساری رات سفر کیا ہے اور اب واپس جا رہے ہیں۔ کوئی ناشتہ وغیرہ بھی کیا ہے یا نہیں (یہ بات اباجان ہمیشہ رقت سے ہی بیان کرتے تھے اور یہی وہ مقام تھا جہاں مجلس میں تقریر کرتے ہوئے آپ بے اختیار رونے لگے اور باقی واقعہ بمشکل ہچکیوں کے درمیان بیان کیا) حضور کی خدمت میں ناشتہ کے اہتمام کا عرض کر کے واپسی کی اجازت حاصل کی۔

ربوہ پہنچکر حضرت میاں صاحب کو حضور کا پیغام بتایا گیا اور حضرت میاں صاحب کی ہدایت پر فوری طور پر بیت المبارک کے لاؤڈ سپیکر سے یہ اعلان کیا گیا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے قدیم ساتھی و رفیق وفات پاگئے ہیں۔ ان کا جنازہ آج بعد نماز عصر حضور پڑھائیں گے۔ اس اعلان سے اہالیان ربوہ بھی حیران ہوئے کیونکہ حضور کی علالت و کمزوری اور ربوہ میں نہ ہونے کی وجہ سے یہ اعلان بہت غیر متوقع تھا۔ . . . حضور نخلہ سے تشریف لائے جماعت کے پرانے خادم کا جنازہ پڑھایا سوگوار خاندان سے اظہار تعزیت فرمایا۔ اس موقعہ کی مناسبت سے اباجان نے دادا جان میاں فضل محمد ہرسیاں والے کا وہ خواب بھی سنایا جس میں آپ کو بتایا گیا تھا کہ آپ کی عمر ۴۵ سال ہو گی۔ مگر جب دادا جان نے بڑے فکر و پریشانی کے ساتھ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی خدمت میں خواب بیان کرنے کے بعد عرض کیا کہ حضور میں تو جماعت کی ترقیات دیکھنا چاہتا تھا مگر باقی ماندہ دو چار سال میں کیا دیکھوں گا۔ حضور (آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو) نے فرمایا . . . اللہ تعالیٰ قادر ہے وہ دگنی کر سکتا ہے اور یہ بھی بتایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ بات بعینہ اسی طرح پوری ہوئی اور آپ ۹۰ سال کی عمر پا کر فوت ہوئے ہیں۔

حضرت فضل عمرؓ نے اگلے روز جمعہ کے خطبہ میں اس خواب کا ذکر فرمایا اور دادا جان مرحوم کی ۴۵ سال کے بعد کی زندگی کے ہر سال کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان قرار دیا۔

(یہ خطبہ جلسہ سالانہ کی تیاری کے متعلق حضور کی ہدایات پر مشتمل تھا۔ اس لئے بعد میں متعدد بار الفضل میں شائع ہوتا رہا۔)

بچوں کا کالم

نونہالانِ جماعت

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپکو سلامت رکھے اور آپ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور آپ کو بابرکت کامیابیاں عطا فرمائے۔

ہم کئی دنوں سے آپ سے ایک بات کہنی چاہتے تھے سوچا آج کہہ ہی دیں۔ آپکو یاد ہو گا کہ ہم نے ارادہ کیا تھا کہ آپ کا کالم ہفتہ کے روز شائع کیا کریں گے۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ کبھی ہفتہ کو شائع ہوتا ہے اور کبھی اتوار کو۔ اور پھر شائد کبھی سوموار یا کسی اور دن بھی شائع کرنا پڑے۔

اس بات سے ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول (بات) یاد آتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے اپنے رب کو پہچانا۔ یعنی انسان تو ارادہ ہی کر سکتا ہے۔ اس ارادے کو پورا کرنا۔ یعنی اس پر عمل کر لینا۔ اس کے اپنے ہاتھ میں نہیں ہے۔ یہ کسی اور طاقت کا ہاتھ ہے۔ وہ طاقت جسے ہم خدا کہتے ہیں۔ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور جو ہمیں کام کرنے کی طاقت عطا فرماتا ہے۔ ہم نے ارادہ کر لیا اور خدا نے نہ چاہا کہ ہم وہ کام کریں تو یقین جانیں کہ وہ کام کبھی نہ ہو گا۔ پس آپ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ کسی کام کا ارادہ کرنے کے بعد اس پر عمل کرنے اور اس کے نتیجہ کے لئے خدا پر نظر رکھیں اور اس سے دعا مانگیں کہ الٰہی میں نے یہ ارادہ کیا ہے تو مجھے توفیق دے کہ میں اسے پورا کر سکوں۔ اور اگر آپ اس ارادے کو عین اسی طرح جسطرح آپ چاہتے ہیں پورا نہ کر سکیں تو زیادہ فکر مند نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہیں۔ اس سے تسکین بھی ہو گی اور ثواب بھی ملیگا۔

• گذشتہ ہفتہ کی سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ احمدیہ صد سالہ جشن تشکر ساری دنیا میں منایا گیا اور یہ جشن سارا سال منایا جاتا رہے گا۔ پنجاب میں تو اس جشن پر پابندی لگ گئی تھی اور سنا ہے کہ بعض بچے جو جشن کے لئے نہیں بلکہ اپنے گھر کے لئے مٹھائی خریدنے کسی دکان پر گئے تھے انہیں بھی پولیس پکڑ کر لے گئی۔ لیکن خیر اس قصہ کو چھوڑیں چونکہ یہ جشن ساری دنیا میں منایا جا رہا ہے اور سارا سال منایا جاتا رہے گا اس لئے حضرت امام جماعت احمدیہ دنیا کے مختلف ممالک میں بنفس نفیس تشریف لے جا کر ان ممالک میں منائے جانے والے جشن کی تقریبات میں حصہ لیں گے۔ آپ حضور انور کے لئے دعائیں کرتے رہیں کہ حضور ہر جگہ خیریت سے جائیں اور خیریت سے واپس لنڈن تشریف لائیں اور حضور کی موجودگی کی وجہ سے ان ممالک میں جشن نہایت زور شور سے منایا جائے۔

• خبر تو نئی بھی ہوتی ہے پرانی بھی ہوتی ہے۔ لیکن بعض خبریں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی خوشی ہمیشہ جاری رہتی ہے ایسی ایک خبر کراچی سے آئی ہے اور وہ یہ کہ نادیہ سیفی نے جو عزیزم ظفر اقبال سیفی کی بیٹی ہیں گذشتہ سال جاپان میں منعقد ہونے والے تصویری مقابلہ میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ اور سرٹیفکیٹ اور میڈل ملے۔ یہ مقابلہ دنیا بھر کے ایک سو سترہ ممالک کے بچوں میں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس ایک سو سترہ ممالک کے تصویری (ہاتھ سے بنائی ہوئی تصاویر) مقابلے میں ایک احمدی بچی تیسرے نمبر پر آئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

• ہمیں معلوم ہے کہ آپ امتحانات میں مصروف رہے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو بہت اچھے نمبروں پر کامیابی عطا کرے اور اس کامیابی کو ہر طرح بابرکت کرے۔

ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ اپنے سکول کے متعلق ہمیں لکھیں۔ امید ہے امتحانات سے فارغ ہو کر آپ ضرور لکھیں گے بیشک آپ یہ مضمون لکھ کو کسی کو نہ دکھائیں اور ہمیں بھیج دیں۔ لیکن اگر ایسا کرتے سے آپ ہچکچاتے ہیں تو اپنے ابو امی بہن بھائی یا کسی استانی استاد کو دکھالیں۔ اور یہ بھی کوشش کریں کہ ہچکچاہٹ والی بات بالکل ختم ہو جائے۔

• حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک شعر

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

راستی کے معنے سچ۔ پہلے مصرعے کا مطلب ہے کہ سچ اور جھوٹ کا مقابلہ ہو تو جھوٹ ہار جاتا ہے اور سچ جیت جاتا ہے اور سچ کی جیت ایسی ہوتی ہے جیسے پھلدار درخت کو پھل لگتے ہیں تو پھلوں سے لد جاتا ہے۔ دوسرے مصرع (شعر کی ایک سطر کو مصرع کہتے ہیں) کا مطلب ہے کہ بہت زیادہ قیمت والا لعل پتھر کے مقابلہ میں بہت قدر و قیمت رکھتا ہے۔ کسی کے پاس لعل ہو تو اسے احتیاط سے اور سنبھال کر رکھا جاتا ہے اور اس کی قدر کی جاتی ہے جبکہ پتھر کو پھینک دیا جاتا ہے۔ دونوں مصرعوں کو ملا کر دیکھیں تو اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ سچ تو بہت زیادہ قیمت والا لعل ہے اور جھوٹ پتھر کے سوا کچھ نہیں۔

امید ہے اس سے پہلے جو شعر ہم نے آپ کو بتائے ہیں وہ آپ نے خوب یاد کر لئے ہوں گے۔ اچھا یہ بھی بتادیں کہ ایک سے زیادہ شعر ہوں تو ان کو اشعار کہتے ہیں۔ اشعار شعر کی جمع ہے۔ اچھا خدا حافظ۔

نسیم سیفی

بچوں کو ورزش کا عادی ضرور بنائیں ان سے کہیں کہ وہ سیر بھی کریں اور کھیل بھی کھیلیں۔ اگر ممکن ہو تو دوڑ لگائیں۔ بچپن کی ورزش جوانی میں کام آئے گی اور بچپن اور جوانی کی ورزش بڑھاپے میں۔

ایسا نہ ہو کہ بڑھاپے میں کہنا پڑے کہ ورزش کی ہوتی تو اب کام آتی۔

احمدی نوجوانوں کے لئے

(محترم میاں محمد ابراہیم صاحب)

جس زمانہ میں مَیں جوان ہُوا۔ قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثانی اپنی امامت کے ابتدائی سالوں سے گزر رہے تھے۔ مبائعین اور غیر مبائعین کے عقائد معین شکل اختیار کر رہے تھے۔ چند سال بعد۔ احرار کے اولین لیڈر۔ افضل حق صاحب نے ایک مجلس میں جہاں سردار شوکت حیات صاحب کے والد۔ سردار سکندر حیات صاحب موجود تھے۔ حضرت فضل عمر کو دھمکی دی کہ وہ جماعت کو ختم کر کے دم لیں گے۔ حضور نے ان کے اس بوڑھے بول پر فرمایا کہ ہمارا سلسلہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ ہے۔ یہ تنزل کی طرف جانے کی بجائے ہمیشہ اوپر ہی اوپر جائیگا۔ اور کوئی طاقت اس کا بال بیکا نہ کر سکے گی۔ چنانچہ حضور نے لاہور کے اس جلسہ سے واپس آکر ایک سکیم کا اعلان کیا۔ جو تحریک جدید کے نام سے موسوم ہوئی۔ حضور نے جماعت کے مشن کو بیرونی دنیا میں پہنچانے کے لئے ساڑھے ستائیس ہزار روپیہ کا جماعت سے مطالبہ کیا۔ اس وقت یہ جماعت کی تعداد اور استطاعت کے لحاظ سے خاصی بڑی رقم تھی۔ لیکن مخلصین جماعت نے اس رقم سے کہیں زیادہ رقم حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ جس کے مصارف سے بیرون ملک مربی بھجوائے گئے۔ اور سلسلہ کا نام زمین کے کناروں تک پہنچنا شروع ہو گیا۔ جن نوجوانوں نے اس وقت اپنی زندگیاں وقف کیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت کا پیغام دور دراز کے ملکوں تک پہنچانے کی توفیق دی۔ ان نیک بختوں نے وقف کے دیئے ہوئے "گزاروں" کو خوشی سے قبول کیا اور تنگی ترشی میں گزارہ کر کے احمدیت کے نام اور پیغام کو بلند رکھنے کی سعادت پائی۔ غیر ممالک کی متعدد جماعتیں ان لوگوں کی قربانیوں کا ہی ثمرہ ہیں۔

"تحریکِ جدید" کے مطالبات میں سے ایک مطالبہ کفائیت شعاری کی زندگی بسر کرنے کا عہد تھا۔ جماعت کے افراد کو سینما تھیٹر سرکس وغیرہ دیکھنے کی اجازت نہ تھی۔ کیونکہ اس "عیاشی" پر جو کچھ خرچ ہوتا تھا۔ اس کو بچا کر۔ وہی رقم۔ جماعت کے چندہ میں دی جاسکتی تھی حضور کا یہ نسخہ کارگر ثابت ہوا۔ اور جماعت سینما بینی کی لعنت سے بچ گئی۔ میں موجودہ نسل پر الزام نہیں لگاتا۔ لیکن اپنی مثال دیکر بات کی وضاحت کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں۔ میرے ہمعصروں نے دل و جان سے حضور کی آواز پر لبیک کہا یہ میری جوانی کا زمانہ تھا۔ اس وقت اور اس کے بعد باوجود استطاعت رکھنے کے میں نے کبھی کوئی سینما نہیں دیکھا۔ کسی شکل میں بھی۔

قادیان سے نکل کر ربوہ میں آباد ہونے کے بعد۔ حالات اسقدر ناخوشگوار ہو گئے کہ جماعتی دباؤ بوجوہ نرم پڑ گیا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ پرانی نسل کے دوستوں میں حضور کی اطاعت کا جذبہ اسقدر شدید تھا۔ اور ان کی تربیت ایسے رنگ میں ہو چکی تھی کہ انہیں ایسی لغویات اپنی طرف کھینچ نہ سکیں۔ ایک اور بُری لت جس سے ہم لوگ بچ گئے۔ وہ سگریٹ نوشی تھی۔ سگریٹ پینا حرام تو نہیں۔ لیکن اس سے احتراز لازم ہے۔ ایک وقت اس پر ایسی سختی سے عمل ہوتا تھا کہ باہر سے آنے والے غیر احمدی دوستوں کو بھی جن کے ہم سے تعلقات ہوتے تھے۔ وہ اگر سگریٹ کے عادی ہوتے تو از خود ہی اپنے گھروں سے خرید کر ساتھ لے آتے تھے۔ اور کمروں میں چھپ کر پیتے تھے۔ ایسی اعلیٰ اقدار ہمارے نوجوانوں کا خاصہ تھا۔ اور سلسلہ کے مرکز کے احترام کا مظہر

بزرگان سلسلہ نے جس راستہ پر چلا دیا۔ اس پر چلتے رہنے کو اپنا شعار بنا لیا۔ عقیدہ کی صداقت اور پختگی پر محض ایمان ہی کافی نہیں ہوتا۔ اسکو عملی رنگ دینا بھی عبادت ہے۔ اپنے فعال دور میں جماعت کے اصولوں کو دیانتداری سے اپنانا۔ نوجوان نسل کی اخلاقی اور مذہبی ذمہ داری ہے۔ سلسلہ کے مرکز کو ہر اس برائی سے محفوظ رکھنا جس سے جماعت کی شہرت و نیک نامی پر حرف آتا ہو۔ موجودہ نسل کا اوّلین فرض ہے۔ اور جماعت کے روائتی معیار کو برقرار رکھنا ان کی ذمہ داری میں داخل ہے۔ حضرت ثانی نے کیا خوب فرمایا تھا کہ

ہم تو جسطرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپکے وقت میں سلسلہ بدنام نہ ہو!

ناظمین اطفال توجہ فرمائیں!

•۔ جن مجالس نے ابھی تک ماہانہ رپورٹس نہیں بھجوائی وہ جلد از جلد بھجوائیں۔
•۔ نمائش کیلئے زیادہ سے زیادہ اشیاء تیار کروائیں۔
•۔ چندہ مجلس کا ۲/۱ مرکز کو بھجوائیں۔
•۔ جن مجالس نے تجنید تاحال ارسال نہیں کی جلد از ارسال کریں۔

(سیکرٹری عمومی اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

برائے موصیان کرام

جہاں تین یا اس سے زائد موصی افراد ہوں وہاں ایک مجلس موصیان قائم کی جائے۔ ہر موصی اپنی مقامی جماعت کی مجلس موصیان کا رکن ہو گا۔ صدر مجلس موصیان مقامی جماعت میں سیکرٹری وصایا ہو گا اور مجلس عاملہ کا رکن ہو گا۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مجالس موصیان

مجلس موصیان کا فرض ہو گا کہ وہ مقامی جماعت میں وصایا کی تحریک کرتی رہے مجلس موصیان اپنے باقاعدہ اجلاس وقتاً فوقتاً منعقد کرے گی۔

مجلس موصیان کا فرض ہو گا کہ وہ جملہ موصیان کو وصیت کے قواعد سے باخبر رکھنے کا انتظام کرے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

"علمِ تاریخ سے دینی مباحث کو بہت کچھ مدد ملتی ہے"

(حضرتِ بانی سلسلہ احمدیہ)

فزیادِ درد صہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ۔ خلاصہ خطبہ جمعہ

گے۔ اور احمدیت کی فتح کے گھوڑے دندناتے ہوئے اگلی دنیاؤں کو اور پھر مزید اگلی دنیاؤں کو فتح کرتے چلے جائیں گے۔ پس یہ پہاڑوں کو ریزہ ریزہ ہوتے دیکھنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ یہ خدا کی طاقت ہے جو ایسا کرتی ہے اس مضمون پر غور کرتے سے جہاں ہمارے عزائم کے سربلند ہوتے ہیں وہاں انکساری کے ساتھ سر جھکتے بھی ہیں وہیں ہمیں یہ پیغام بھی ملتا ہے کہ ہم اپنی حکمتوں اور ہوشیاریوں کے بل بوتے پر دنیا میں کوئی کام سرانجام نہیں دے سکیں گے۔ عظیم طاقتوں کو اگر کوئی طاقت شکست دے گی تو وہ ہمارے رب کی طاقت ہے۔ اگر اس پیغام کو تم نے بھلا دیا تو کوئی پہاڑ تمہارے لئے سر نہیں جھکائے گا اس لئے احمدیت کی سربلندی کی خاطر اس صدی سے اپنے سر جھکا کر نکلو اور اگلی صدی میں دین حق کی سربلندی کی خاطر اپنے سر جھکا کر دعائیں کرتے ہوئے داخل ہو خوشیوں کے گیت ضرور گاؤ لیکن اس کامل یقین کے ساتھ کہ ہمارا ایک خدا ہے۔ جو ہماری پشت پناہی کے لئے کھڑا ہے۔ جب تک اس خدا کی نصرت، ہماری مدد کو نہ آئے ہم ایک انگلی ہلانے کی طاقت بھی نہیں رکھتے۔ اگر اس عجز کے ساتھ آگے بڑھو گے تو خدا تعالیٰ کی تقدیر ہمیں ایسے نظارے بھی دکھائے گی کہ ریزوں کے پہاڑ بنا دیئے گئے۔ اور ذروں کو بلندیاں اور عظمتیں بخشی گئیں۔ پس جہاں تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے مٹنے کا تعلق ہے۔ خدا ان کو مٹائے گا وہ تم سے نہیں مٹائے جا سکتے۔ جہاں تک تمہارا عظمتیں حاصل کرنے کا تعلق ہے یاد رکھو کہ خدا ہی کے ہاتھ میں یہ عظمتیں ہیں۔ لیکن وہ صرف عاجز بندوں کو ہی یہ عظمتیں عطا کیا کرتا ہے۔

حضور نے فرمایا آپ جانتے ہیں کہ سمندر میں گھونگوں کی کیا حیثیت ہوا کرتی ہے۔ زندگی کی کمزور ترین صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔ وہی گھونگے ہیں جو عجز وانکساری کے ساتھ جانیں دیتے ہوئے سمندر کے فرشوں پر ایک کے بعد دوسرا گرتا چلا جاتا ہے۔ اور وہ ہزاروں لاکھوں نسلوں سے بھی یہ امید نہیں کر سکتے۔ کہ کبھی ان کا سر سمندر کی لہروں کی سطح سے باہر بلند ہو سکے گا لیکن کامل استقلال کے ساتھ ان کی نسلیں مر مر کر سمندر کی تہہ بھرتی چلی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ ایک ایسا وقت آتا ہے کہ سمندر کی سطح سے واقعتاً ان کا سر بلند ہو جاتا ہے۔ تو ہماری حیثیت اگر گھونگوں سے بڑھ کر نہ ہو تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں عزم یقین اور جہد مسلسل کی ضرورت ہے اور یہ جان لیں کہ آپ اور آپ کی نسلوں کی نعشوں پر دین حق کے جو جزیرے تعمیر ہوں گے ان سے بڑھ کر فائدہ مند جزیرے کبھی دنیا کے لئے نہیں بنائے گئے۔ آپ کا مقابلہ سمندر کے ایک حصے سے نہیں بدی کا پانی آج تمام دنیا کی نعشوں کو غرق کر چکا ہے آپ کو مسلسل ایسی قربانیاں دینی بلکہ نئی زمینیں تعمیر کرنی ہوں گی ــــ اور نئی زمینیں بعد میں ہی بنا کرتی ہیں پہلے خدا تعالیٰ کی طرف سے نئے آسمان بنائے جاتے ہیں۔ پس آسمان سے اپنا تعلق جوڑ لو اور اس بات سے بے نیاز ہو جاؤ کہ تم آج فتح کا منہ کیوں نہیں دیکھ رہے یا کل فتح کا منہ کیوں نہیں دیکھ رہے۔ تمہاری فتح کا دن وہ دن ہے جب دین کی خاطر تم قربان ہو جاؤ گے۔ یہی وہ راز تھا جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو سکھا دیا تھا اور پھر اس کے بعد اسلام کے لئے کسی قسم کا کوئی سوال باقی نہیں رہا تھا۔

پس اس عزم کے ساتھ آگے بڑھو۔ میں جانتا ہوں کہ خدا کی تقدیر ضرور ازضرور عظیم فتوحات دکھائے گی لیکن میں قرآن اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم آپ کو دیتا ہوں کہ ان فتوحات کی لالچ سے اور حرص لیکر آگے نہ بڑھو چونکہ حقیقی اور اصلی اور دائمی فتح تمہاری قربانی کا دن ہے۔ پس پہلے سے بڑھ کر قربانی کے ارادے اور منتیں باندھتے ہوئے اگلی صدی میں داخل ہو اور خدا سے عرض کرو کہ جب بھی ہماری واپسی کا وقت آئے تیرے حضور ہم فلاح پانے والوں میں ہوں۔

اگر ایسا کرلو گے تو ہر آن، ہر لمحہ ہماری فتح کا لمحہ ہوگا۔ یہ وہ جماعت ہوگی جسکو دنیا کی کوئی طاقت مفتوح اور مغلوب نہیں کر سکے گی

حضور نے فرمایا اس امر کی طرف بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ سمندر کی تہہ میں بغیر مقصد کے اپنی لاشیں بچھانے والے گھونگوں کی پہلی نسل اس بات کی ضمانت دیتی ہے کہ اُس کی آئندہ نسلیں ضرور فتح یاب ہونگی اور وہ نسل سب سے بڑی فتح پانے والی ہے جو سب سے پہلے ترقی کے سلیقے سکھاتی ہے۔ پس اپنے ان بزرگوں کے احسانات کو نہ بھولیں جو خدا کی راہ میں اپنی جانیں بچھاتے رہے جن پر احمدیت کی بلند و بالا عمارتیں تعمیر ہوئیں اور یہ عظیم الشان جزیرے ابھرے۔ وہ لوگ ہماری دعاؤں کے خاص حق دار ہیں اگر آپ اپنے پرانے بزرگوں کو ان عظمتوں کے وقت یاد رکھیں گے جو آپکو خدا کے فضل عطا کرتے ہیں تو آپکو حقیقی انکساری کا عرفان نصیب ہوگا تب آپ جان لیں گے کہ آپ اپنی ذات میں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتے۔

حضور نے فرمایا میں نے افریقہ کے دورے میں ایک یہ ہدایت دی تھی کہ اپنے بزرگوں کی نیکیوں اور احسانات کو یاد رکھو کے ان کے لئے دعائیں کرنا یہ ایک ایسا اچھا خلق ہے کہ اس خلق کو ہمیں اجتماعی طور پر نہیں بلکہ ہر گھر میں رائج کرنا چاہیئے ان کے حالات کو زندہ رکھنا تمہارا فرض ہے ورنہ تم زندہ نہیں رہ سکو گے اس سلسلہ میں میں نے ایک ملک غالباً گینیا میں ایک کمیٹی مقرر کی تھی چنانچہ اس کمیٹی نے بڑا اچھا کام کیا اور ایک عرصے تک ان کا میرے ساتھ رابطہ رہا اور بعض ایسے بزرگوں کے حالات اکٹھے کئے گئے جو نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے اس لئے ہر خاندان کو اپنے بزرگوں کی تاریخ اکٹھا کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ان کی بڑائی کے لئے شائع کرنے کی خاطر نہیں بلکہ اپنے آپ کو بڑائی عطا کرنے کے لئے ان کی مثالوں کو زندہ کرنے کے لئے ان کے واقعات کو محفوظ کریں اور پھر اپنی نسلوں کو بتایا کریں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو تمہارے آباؤ اجداد تھے اور کس طرح وہ لوگ دین کی خدمت کیا کرتے تھے

حضور نے فرمایا بعض ایسے بھی ہونگے جن کو یہ استطاعت ہو گی کہ وہ ان واقعات کو کتابی صورت میں چھپوا دیں لیکن ان کو میں ایک بات کی تنبیہہ کرنا چاہتا ہوں کہ بسا اوقات ایسے واقعات اکٹھے کرنے والے احتیاط سے کام نہیں لیتے یہ روائتیں جماعت کی ایسی امانت ہیں کہ ان میں ہم چھوٹی اور ادنیٰ غلطیاں بھی پسند نہیں کر سکتے اس لئے اگر کسی نے ان بزرگوں کے حالات اس نیت سے چھپوانے ہوں کہ باقی بھی استفادہ کریں تو ان کا اخلاقی اور جماعتی فرض ہے کہ وہ نظام جماعت سے پہلے اس کی اجازت لیں۔

میں امید رکھتا ہوں کہ اگر اس نسل میں ایسے ذکر زندہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ آپ کے ذکر کو بھی بلند کرے گا اور آپ یاد رکھیں کہ اگلی نسلیں اسی طرح پیار اور محبت سے اپنے سر آپکے احسان کے سامنے جھکاتے ہوئے آپکا مقدس ذکر کیا کریں گی اور آپکی نیکیوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں گی۔

اللہ کرے کہ ہم اس شان سے اور اس عجز کی شان کے ساتھ، توکل سے اور اس توکل کی شان کے ساتھ اس دعا سے اور اس دعا کی شان کے ساتھ اگلی صدی میں داخل ہوں کہ ہمارا قدم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں پر آگے بڑھتا رہے اور ایک قدم بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں سے ہٹ کر آگے نہ بڑھے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

صدقات تقدیر کو بدل دیتے ہیں

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کیلئے صدقہ کی تحریک

حضرت بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اس کو ٹلا دیتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے"

فضل عمر ہسپتال خدمت خلق کی قابل رشک تاریخ کا مالک ہے۔ ہزاروں لوگ یہاں احباب کرام کے عطیات سے مفت شفا پاتے ہیں۔ اس ہسپتال کے مستحق مریضوں کے لئے صدقہ کی رقوم ارسال فرما کر اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بنیں

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

افریقہ کی اہمیت

افریقہ کی اہمیت سے اب کون انکار کر سکتا ہے لیکن اس سے بھی کسی کو انکار ممکن نہیں کہ ابھی وہاں کے باشندوں کو ہر قسم کی مدد کی ضرورت ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ نے افریقہ کو مدد کے لئے ساری احمدیہ جماعت کو دعوت دی ہے کہ جن کے پاس جو چیز بھی ہے وہ افریقی بھائیوں کو سکھائے۔ وقف عارضی پر جا کر یا ویسے ہی اپنے آپ کو وقف کر کے۔

کیا اس سلسلہ میں آپ کوئی مدد کر سکتے ہیں۔ کیا آپ نے اپنا نام حضور انور کی خدمت میں پیش کیا ہے؟

یہ صرف یاددہانی ہے

یہاں اک سانس لینا بھی غضب ہے
یہ کس ماحول میں لایا گیا ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے بارہ میں

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا ارشاد

"جماعت میں ایسے نوجوان ہیں جو بعد میں آکر برسرِ روزگار ہوئے .... وہ اس وعدہ میں شامل نہیں ہوسکے .... بہت سے ایسے ہیں جو پہلے اخلاص کے معیاد میں کمزور تھے اور خدا کے فضل سے آگے بڑھ گئے ہیں ...... بہت سے نئے احمدی ہوئے ہیں ..... انکو مالی قربانی میں فوراً شامل کرنا ان کی زندگی کے لئے اور ان کی بقا کے لئے ضروری ہے۔ ان کی طرف توجہ دینا ہے۔ ان کو بتانا چاہیئے کہ اتنی عظیم الشان تحریک ہے جو صد سالہ جشن سے تعلق رکھتی ہے ...... گذشتہ سو سال کی تاریخ میں آپ کی قربانی شامل ہو جائے گی۔ احمدیت کے آغاز کے پہلے دن سے لے کر اس جشن کے سال تک خدا تعالےٰ آپ کی قربانی کو سارے سالوں پہ پھیلا دے گا ...... اتنی عظیم الشان قربانی کا وقت ہو اور آپ بچاروں کو محروم رکھیں یہ ...... ناجائز بات ہے۔ یہ ظلم ہے ان لوگوں پر ....

اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے اس کے لئے کمرِ ہمت باندھیں اور پورے زور سے اس طرح جس طرح WAR FOOTING کہتے ہیں جہاد کی روح کے ساتھ ساری دنیا میں عظیم الشان تحریک چلائیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جنوری ۱۹۸۷ء)

وکیل صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

گناہ ایک زہر ہے اسے مت کھاؤ (حضرت بانی سلسلہ)

خبریں

• وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ آٹھویں ترمیم نے جمہوریت کی صورت مسخ کر دی ہے ہم افہام و تفہیم سے اور تمام سیاسی پارٹیوں کے ساتھ مل کر آئین کو اس کی اصلی شکل میں نافذ دیکھنا چاہتے ہیں

انہوں نے اس موقع پر مسلح افواج کے لئے تمغۂ جمہوریت کے ایوارڈ کا اعلان بھی کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تمغہ مسلح افواج کی طرف سے جمہوری عمل کی دلی حمایت کرنے اور قومی مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح دینے اور پاکستان کی سرحدوں کے موثر دفاع کے اعتراف کے طور پر دیا گیا ہے۔

• صدر غلام اسحٰق نے یوم پاکستان کے موقعہ پر ایوانِ صدر میں ۲۱ فوجی اور ۳۲ سول ایوارڈ تقسیم کئے۔ ائیر مارشل حکیم اللہ خان کو فوجی اعزازات نشان امتیاز اور ہلال امتیاز دیئے گئے۔ سول ایوارڈ پانے والوں میں مولانا عبدالستار ایدھی اور سعودی عرب کے حج اور اوقاف کے وزیر شیخ عبدالوہاب احمد کو نشان امتیاز اور امریکی کانگرس کے رکن چارلس ولسن کو ہلال قائد اعظم اور ممتاز مصور اسماعیل گل جی کو ستارہ امتیاز دیا گیا۔

ٹی وی نیوز کاسٹر شائستہ زید ڈرامہ آرٹسٹ عبدالقادر جونیجو۔ فلم ایکٹر مصطفےٰ قریشی ٹی وی۔ ریڈیو آرٹسٹ قاضی واجد۔ ریڈیو ٹی وی آرٹسٹ ثروت عتیق کرکٹ کے سابق مایہ ناز کھلاڑی انتخاب عالم۔ ہاکی کے کھلاڑی ناصر علی کو حسن کارکردگی پر صدارتی ایوارڈ دیئے گئے۔

• وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کل پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کے لان میں رہا کئے گئے سیاسی قیدیوں کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ اس میں چاروں صوبوں سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے سیاسی کارکن شریک ہوئے وزیر اعظم نے ملک میں بحالی جمہوریت کے لئے ان کی گراں قدر خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

انہوں نے اس موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے اور آپ کے خاندانوں نے جمہوریت کے نیک مقصد کے لئے جو قربانیاں دی ہیں ان کی تلافی کی کوشش کی جائے گی۔ اور آپ کو روزگار کے مواقع اور آپ کے بچوں کو تعلیمی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

ضرورتِ معلمین

نظارت اصلاح وارشاد مقامی میں معلمین کی کچھ اسامیاں خالی ہیں۔ دلچسپی رکھنے والے اور خدمتِ دین کے خواہشمند دوست اپنی درخواستیں فوری طور پر نظارت اصلاح وارشاد مقامی کو بھجوائیں ایسے دوستوں کا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ استثنائی صورت میں مڈل پاس کی درخواست بھی زیرِ غور لائی جاسکتی ہے

(ناظر اصلاح وارشاد مقامی)

تمام طالبات قدیم گورنمنٹ جامعہ نصرت ربوہ متوجہ ہوں!

مورخہ ۳۰ مارچ شام ۴ بجے جامعہ نصرت کے ہال میں قدیم طالبات کی ایک میٹنگ منعقد ہو گی۔ جبکہ صبح کے وقت اُسی روز جلسۂ تقسیم اسناد اور انعامات ہو رہا ہے۔ تمام طالبات قدیم ۲۹ مارچ کو ریہرسل سے قبل -/۲۰ روپے انچارج کو ادا کر دیں۔

(انچارج طالبات قدیم جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ)

GOUT COURSE

گنٹھیا کورس

۴۰ روزہ کورس قیمت -/۶۰
لٹریچر -/۳ کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں

کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
سیلز، کلینک، رہائش ڈاکٹرز
فون: ۷۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷

ضرورت گھریلو ملازم

ایسے ملازم کی ضرورت ہے جو گھر کا جملہ کام کر سکے اگر کھانا پکانے کا تجربہ ہو تو بہتر ہو گا۔ معقول تنخواہ اور کوارٹر دیا جائیگا

مرزا مجید احمد الفارس دارالصدر ربوہ

ضرورتِ ڈرائیور

ایک ڈرائیور جسے کار چلانے کا کم از کم ۵-۶ سالہ تجربہ ہو۔ کی ضرورت ہے

مرزا مجید احمد الفارس دارالصدر ربوہ

ریلبازار فیصل آباد میں ایک عمدہ اور باموقع اڈہ پر صرافی کے کام کیلئے
ایک تجربہ کار شریک کار کی ضرورت ہے —

خواہشمند دوست اپنے امیر ضلع کی سفارشی چِٹھی لیکر —
مراد کلاتھ ہاؤس ریلبازار فیصل آباد پر بالمشافہ ملاقات کریں
شیخ بشیر احمد

شراکت کے علاوہ اگر کوئی مخلص آدمی ملازمت کا خواہشمند ہو تو وہ بھی رجوع کر سکتا ہے